نعیم اعجاز سیالکوٹی

اس دور کی ایک لعنت کا سدباب

الحمدللہ و سلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

پردہ اسلام میں بڑی اہمیت کا حامل ہے قرآن و حدیث میں اس کا بڑی تاکید کے ساتھ حکم بیان ہوا ہے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے۔ یَاایُّھَا النَّبِیُ قُلْ لِاَ زْوٰجِکَ وَبَنٰتِکَ وَ نِسَاءِ الْمُؤمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ۔

یہ کام یہ حکم آج یا کل کا نہیں، دس یا بیس سال قبل کا نہیں اور نہ ہی سو سال یا ہزار سال قبل کا ہے بلکہ یہ ایک فطرتی عمل ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہمارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کو جنت سے باہر نکال دیا، کپڑے اتار لئے تو اسی وقت بھی آدم و حوا نے اپنے جسم کو پتوں سے چھپایا تھا، اس سے تھوڑا سا آگے چل کر دیکھیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ اس دور میں پردے کا کتنا اہتمام کیا جاتا تھا کہ جب تین فرشتے قوم لوط پر عذاب نازل کرنے سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس انسانی شکل میں آئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو انسان سمجھ کر فوراً بھنا ہوا بکری کا بچہ ان کی تواضع کے لئے لے آئے اور جب فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیٹے کی خوشخبری سنائی تو حضرت سارہ علیہا السلام دروازے کے پیچھے پردہ میں کھڑی خاموشی سے ان باتوں کو سن رہی تھیں حالانکہ سارا علیہا السلام بہت بوڑھی ہو چکی تھیں مگر اس کے باوجود وہ روایتی پردے کو قائم رکھے ہوئے تھی۔ اس سے تھوڑا سا اور آگے کی طرف نظر دوڑائیں تو یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے کہ جب ہمارے پیارے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ اپنی بیویوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے تو ایک نابینا شخص آیا تو آپ ﷺ کی بیویوں نے پردہ نہ کیا تو آپ ﷺ نے عرض کیا کہ آپ نے پردہ کیوں نہیں کیا تو ان کا جواب تھا کہ یہ تو دیکھتا نہیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کیا آپ بھی اندھی ہیں؟۔ اسی وقت حکم دیا کہ چلو پردہ کرو۔

ایک اور حدیث پیش خدمت ہے۔ ابو داؤدؒ نے اس کو بیان کیا ہے۔

کہ بنو عبدالاشھل کی ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا، مسجد تک آنے کے لئے ہمارے راستے میں گندگی ہے۔ جب بارش ہو جائے تو ہم کیا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا اس کے بعد پاک راستہ نہیں ہے وہ اس کے بدلے میں کافی ہے۔

غور فرمائیں گندگی والی جگہ سے گزرنے کے وقت بھی عورت اپنا کپڑا پاؤں سے نہیں اٹھا سکتی کہ اس کا پاؤں ننگا نہ ہو جائے بلکہ دھونے کی تکلیف معاف کر دی اور فرمایا کہ خشک راستہ پر جب کپڑا رگڑ کھائے گا تو خود پاک ہو جائے گا۔

افسوس اس بات پر ہے کہ جب کسی کو قرآن و حدیث کی بات بتائی جائے تو اس کا جواب ہوتا ہے چھوڑو جی یہ تو پرانی باتیں ہیں۔ اس دور کی باتیں کرو۔ میں دعوے سے یہ بات کہہ سکتا ہوں کہ جس قوم نے بھی قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اور رستہ اختیار کرنے کی کوشش کی ہے وہ ہمیشہ ذلیل ہوئی ہے۔ اور جس قوم نے رسول اللہ ﷺ جیسی حکمت کو سامنے رکھا ہے چاہئے وہ غیر مسلم ہی کیوں نہ وہ کامیاب رہی ہے۔ اس کی مثالیں میں آپ کے سامنے پیش کروں تو ختم نہیں ہو سکتی ہیں چند مثالیں آپ کے سامنے غیر مسلموں کی پیش کرتا ہوں۔

ہٹلر کوئی ملاں نہیں تھا وہ بیشک ظالم تھا اور اس نے دنیا کو ایک مہلک جنگ میں دھکیل دیا لیکن وہ اتنا باشعور ضرور تھا اور جانتا تھا کہ دنیا کو فتح کرنے اور سائنسی ترقی کے لئے ضروری ہے کہ ان کی عورتوں کا اصل مقام گھر ہو اور وہ انجمن کی شمع نہ بنیں۔

جرمنی کے ایک مشہور سائنس دان رچرڈ گرن برگر لکھتے ہیں کہ انیسویں صدی کے ابتدائی دور میں عورتوں کی چوٹیوں کو آئیڈیل قرار دیا گیا اور جو عورت نئے فیشن کے بال بنانا چاہتی مثلاً وہ مصنوعی طور پر بالوں کو گھونگریالے بناتی تو سزا کے طور پر اس کا سر مونڈ ڈالا جاتا۔

نازیوں نے عورتوں کو مکمل طور پر ستر عورت کی تلقین کی انہوں نے عورتوں کو

ٹخنے تک ڈھیلی تہ در تہ چنٹ والی سکرٹ پہننے پر مجبور کیا (جب کہ باقی یورپ میں گھٹنوں تک سکرٹ کا رواج تھا) سینوں کو چادر یا دوپٹے سے ڈھانکنے کی بجائے قمیض کے اوپر سے مزید ایک سفید بلاؤز استعمال کرنے کا حکم دے کر ان کی مکمل پردہ پوشی کا بندوبست کیا۔ اس کے بعد سر پر کالے رنگ کے بڑے بڑے رومال باندھنے کا حکم دیا اور پیروں میں پنڈلیوں تک بوٹ پہننے کا رواج جنگ سے پہلے عام ہو چکا تھا۔

گویا ہٹلر نے چہرہ پر نقاب کا حکم تو نہیں دیا لیکن جو مذکورہ بالا لباس مقرر کیا اس میں ستر عورت کی اس سے زیادہ پردہ پوشی تھی جو آج کل پاکستانی عورتوں کے فیشن برقعوں میں ہوتی ہے جن کو پہن کر وہ اکثر منہ کو کھلا رکھتی ہیں۔ منہ کا پردہ تو دور کی بات آج کل تو ایسی بے حیائی ہے کہ اگر اس کا تبصرہ کیا جائے تو بہت سارے کاغذوں کو کالا کیا جا سکتا ہے اس کا ذکر کرنا مناسب نہیں کیونکہ یہ فعل کسی سے چھپا ہوا نہیں۔

ہٹلر نے جو کچھ کیا وہ مذہبی بنیاد پر نہیں کیا وہ خدا کو مانتا بھی نہیں تھا اگرچہ کہا جاتا ہے کہ مرنے سے پہلے وہ بھی خدا پر ایمان لے آیا تھا۔ بہر حال اس نے وہی اقدامات کئے جو اس کی قوم کی مادی ترقی کے لئے ضروری تھے اور جس سے قوم کی جلد سائنسی و علمی ترقی میں رکاوٹ پیدا نہ ہو سکے۔

میں تو یہ کہوں گا کہ اگر کسی قوم کو تیزی سے ترقی کرنا مقصود ہو تو اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ عورتوں کو قرآنی حکم (وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ......) پر عمل کرائے۔ ہٹلر نے بھی اپنے ملک کی عورتوں سے اس پر عمل کرایا۔ یہ تو جرمن کے حکمرانوں کا حال تھا جو غیر مسلم تھے اب یونانی لوگوں کی غیرت کا ایک پہلو آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں۔

Hamslicht یونانی کتاب کے حوالے سے کہتا ہے کہ ہمارے آباؤ و اجداد اپنی اولاد کی غیرت اور اخلاق کے معاملے میں اتنے حساس تھے کہ جب ایک باپ کو پتہ چلا کہ اس کی بیٹی شادی کے وقت کنواری نہ تھی تو اس نے اسے ایک اکیلے مکان میں بھوکے گھوڑے کے ساتھ بند کر دیا اور وہ بھوک سے مر گئی Scholiast کا بیان ہے کہ وہ گھوڑا

جنگلی تھا جس نے پہلے اسی لڑکی کو کھایا اور پھر خود بھی مر گیا۔

لیکن آج مسلمان کی غیرت کا جنازہ نکل چکا ہے کہ وہ خود اپنی بیٹی، بیوی، بہن کو بناؤ سنگھار کے لئے فیشن کو عام کرنے کے لئے خود بدکاری کو عام کرنے کے لئے قرآن و حدیث کی مخالفت کے لئے، اللہ تبارک و تعالیٰ کے غضب کو اپنے اوپر لاگو کرنے کے لئے خود پیش پیش ہے حتیٰ کہ غیر مسلموں سے بھی آگے جا چکا ہے۔

ایسے لوگ جو قرآن و حدیث کو چھوڑ کر اپنی خواہشات کو آگے رکھتے ہیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کے لئے قرآن بڑے صاف الفاظ بیان کرتا ہے اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوم طَعَامُ الاَثِیمِ کَالْمُهْلِ یَغْلِیَ فِی الْبُطُونِ کَغَلْیِ الْحَمِیمِ۔

اللہ تعالیٰ کے اس جیسے عذاب سے بچنے کے لئے صرف ایک حل ہے کہ قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر اس زمین پر زندگی گزاری جائے اگر ہم نے اس دنیا میں اپنی مرضی کی تو کل قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنی مرضی کرے گا۔

اللہ تعالیٰ ہم کو غیر مسلموں کے طریقے سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس دنیا میں قرآن و حدیث کو سامنے رکھ کر زندگی گزارنے کی توفیق عطا فرمائے اور جہنم کی آگ سے بچائے اور جنت کا مستحق بنائے۔ آمین۔

کسی نے اس پر کیا خوب نقشہ کھینچا ہے۔

جس علم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن
کہتے ہیں اس علم کو ارباب نظر موت
بیگانہ رہے دیں سے اگر مدرسہ زن
ہے عشق و محبت کے لئے علم و ہنر موت
اسلام کے گلزار کی ہر چیز حسین ہے
وہ پھول ہو کانٹا ہو کہ معصوم کلی ہو

ممکن نہیں افراد کے اخلاق سنوارے
تہذیب جو افرنگ کے سانچے میں ڈھلی ہو

اللھم اھدنا

انتقال پر ملال:

کل نفسٍ ذائقۃ الموت کے تحت موت تو ہر انسان کو آنی ہے۔ تو اس حکم کے تحت ہمارے پیارے بھائی اور ساتھی محمد سلیمان اس دنیا فانی سے کوچ کر گئے۔ **انا للہ وانا الیہ راجعون**۔ جب بھی ان کا تذکرہ ہوتا ہے تو ہمارے آنسو خشک ہونے کا نام نہیں لیتے کیونکہ ہم نے ان کے ساتھ ایک طویل عرصہ گزارا ہے اور ان کی یادیں ہمارے دل کے ساتھ وابستہ ہیں۔ بعض لوگ ہوتے ہیں جب وہ فوت ہو جاتے ہیں تو دنیا ان کا نام لینا گوارہ نہیں کرتی۔ سلیمان تو ایسی شخصیت تھے کہ چاہے ان کے اخلاق کو دیکھیں، کردار کو دیکھیں، دین کو دیکھیں، ذہانت کو دیکھیں تو ان کی مثال کم ہی ملتی ہے۔ یہ ایسی شخصیت تھے کہ نماز میں ان کو کبھی بھی پیچھے نہیں دیکھا گیا۔ باقاعدگی سے تہجد پڑھنے والے تھے اور ہفتہ وار روزوں کا اہتمام کرنے والے تھے۔ اساتذہ کے بے حد قریب تھے اور آج کل بخاری شریف پڑھنے کی خواہش پوری کر رہے تھے لیکن زندگی نے ساتھ نہ دیا۔ اللہ کا حکم آگیا۔ اللہ ان کو جنت میں اونچا مقام عطا فرمائے اور ان کے گناہوں کو معاف فرمائے۔ آمین